



اصول عقائد اسلامیہ

مترجم اردو

کتاب الاعتقادیہ

ترجمہ: البویاسر ایم اے (مساوی) ایل ایل بی



فہرست مضامین

۱۰	حمد و ثنا
۱۲	اللہ پر اعتقاد کی تفصیل
۱۴	ذات و صفات پر اعتقاد کی تفصیل
۱۵	تقدیر پر اعتقاد کی تفصیل
۱۹	نیک و بدی کی نسبت کی تحقیق
۲۰	اللہ تعالیٰ کے قول، غماز اور موجب بالذات و تدبیر پر اعتقاد کی تفصیل
۲۱	کوششوں کا صلہ
۲۲	ردیت باری تعالیٰ پر اعتقاد کی تفصیل
۲۲	ملاکہ پر اعتقاد کی تفصیل
۲۲	انبیاء علیہم السلام پر اعتقاد کی تفصیل
۲۳	ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد کی تفصیل
۲۴	ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد کی تفصیل
۲۶	قرآن مجید اور سابقہ کتب آسمانی پر اعتقاد کی تفصیل
۲۸	امامت پر اعتقاد کی تفصیل
۳۰	اولیاء کرام پر اعتقاد کی تفصیل
۳۰	اور پاد پر اعتقاد کی توضیح
۳۳	قیامت پر اعتقاد کی تفصیل

تلفیف	شاہ سید محمد رشید بخش قہستانی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ	ابو بکر عثمانی رحمہ
کتابت	محمد طاہر
مطبع	جدید پریس عید گاہ کراچی
تعداد نسخہ	ایک ہزار
ہدیہ	پاک روپے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مَرَّمُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْإِيمَانَ بِمَا وَفَدَ بَلَّغْتُمْ وَكُتِبَ
 وَرُسُلُهُمْ وَرُفُوحُ بَيْنِهِمْ بَيْنَ الرُّسُلِ وَالنُّفَى وَالْقُلُوبِ وَالسَّلَامُ
 عَلَى رُسُلِهِمْ سُبْحَانَ الْخَلْقِ مُحَمَّدٌ وَآلِهِمُ الْهَدَى
 أَمَّا بَعْدُ - أَيُّهَا مُبَارَكُ يَإَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ
 رُسُلِهِمُ وَالْكَتَبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رُسُلِهِمُ الْكِتَابَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ
 قَبْلُ وَأَوْفَى بِكُفْرٍ بِاللَّهِ وَصَلَّيْكُمْ وَكُتِبَ رُسُلُهُمُ وَالنُّزُومُ
 الْأَرْحَبُ نَقْدًا ضَلَّ ضَلَّالًا لَعِينًا

(امامی) ایمان دار (تفصیل سے) اللہ کے رسول، رسول پر ایمانی ہو کر کتاب
 اور سابقہ منزل من اللہ کتاب (جماعت من حیث الوحدۃ) پر ایمان لے آؤ۔ جو کوئی اللہ
 اسکے فرشتوں، اسکی کتابوں، اسکے رسولوں اور آخری دن (الحکم قیامت) کو نہ مانے
 وہ ناقابلِ رہی گمراہی میں مبتلا ہوا ہے کے مطابق کسی فرد مکلف کے دائرہ اسلام
 میں داخل رہنے کے لئے ان پانچ چیزوں پر ایمان ضروری ہے۔ لیکن جس طرح
 ایک واجب العمل مکمل کے اندر کئی واجب اجزاء ہوتے ہیں۔ اور ان اجزاء واجبہ کی
 ادائیگی کے بغیر اس کو واجب کی ادائیگی منظر نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان اصولِ امت
 کے اعتقادِ امالی میں ہر ایک کے ساتھ متعدد تفصیلی معتقدات ہیں۔ جن کی حیثیت
 انتہائی یا منفی پر اعتقاد رکھے بغیر اعمال پر پورا ایمان شمار نہیں ہو سکتا۔ مگر ہر ایمان
 کی تفصیل کی تعداد ان پر ایمان کی نوعیت، ان کی حد، تہذیب و تمدن، یعنی ہر ایمان
 کی کیا تفصیل میں ہر تفصیل پر کیسے کیسے اور کہاں ایمان رکھا جائے۔ ان مسائل
 کا صحیح نتیجہ بیان اور انکی یقینی انداز میں نشاندہی ظاہرات ہے کہ ہر ایمان وائل کے پس
 کی بات نہیں۔ جب فروعی مسائل میں علماء کے اختلاف نے اسلام کے اندر ہی
 تہذیب و تمدن کے بنائے نہادینے تو اصولی مسائل کا میدان اور بھی زیادہ وسیع ہو گئے کہ وہ

۳۶

قبیلہ پر اعتقاد کی تفصیل

۳۷

سوال تکوین پر ہر طرز میں ان وصاب اور جنت

۳۸

رد و زنج کی تفصیل

۳۸

جنت پر اعتقاد کی تفصیل

۳۹

جہنم پر اعتقاد کی تفصیل

حتمی فیصلہ و اختتامیہ

سے مزید احتیاط کی ضرورت ہے کہ احمیں اعتقاد کی صحیح نشاندہی ہو۔

مقرر اسخ العلم اور راسخ العقیدہ علماء ہی ہو سکتے ہیں۔ جو عیسٰی مگر دلائل اختلاف سے نجات دلا کر قرآن وحدیث کے مطالب ومفہیم تک پہنچنے میں شغل راہ فرام کرین شاہ سید محمد نور بخش تہستانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق جو کہ ان علماء کے ممتاز ترین گروہ سے ہے اس لئے انہوں نے اس مختصر سے رسالے کا کتاب الاعتقاد میں اسلامی عقائد خمسہ کو اتھائی سلیس اور مختصر مگر واضح اور حسب ضرورت مفصل انداز میں امت محمدیہ علیہم السلام کو پہنچا کر اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے ساتھ ساتھ امت اسلامیہ پر عظیم احسان فرمایا ہے۔ امت کی جانب سے اس عظیم احسان کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولائے کریم آپ کی روح القدس پر الٰہی برکات کی بارشیں ہر زمانے میں ہر لمحہ افشان رہیں۔ آمین۔

جو کہ کتاب کا متن مرل میں ہے۔ اہل علم تک ان بنیادی اعتقادات کے علمائیم پہنچانے کی غرض سے اہل علم مختلف زبانوں میں ترجمے کرتے رہے ہیں۔ ماضی قریب میں سید قائم شاہ مرحوم کا فارسی ترجمہ اور علامہ محمد بشیر صاحب کا اردو ترجمہ ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ کتاب کی افادیت و اہمیت کی بدولہ بڑی کوششوں کی جھلک نے اور بھی مقبول عام بنایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کی تعداد میں موجود نسخے بازار سے نایاب ہو گئے۔

بنیادی ضرورت کی اہمیت کے حامل اس قیمتی کتابچے کو امت مسلمہ میں پھر سے عام کرنے کے لئے انھن مہربانوں نے کراچی کا شعبہ نشر و اشاعت اسے نئے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں تاکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حد تک ملک کا ہر شہری اسے سمجھنے کوشش کی گئی ہے کہ ہر لفظ کا واضح ترجمہ ہو۔ لیکن اصولی اور علوم حقیقت کی اصطلاحات کو ترجمہ کا لباس پہنانے سے ان کے مفہیم کی تفسیر کے خطرہ کے پیش نظر انہیں اصلی حالت میں رہنے دیا گیا ہے۔ کیونکہ ترجمہ کا مقصد متن کو واضح کرنا ہے۔ نہ کہ ان کے مفہیم کو مبہم اور مبہل بنانا۔

مجموعی اعتبار سے کسی بھی غلط یا غرض پر اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے ان سے مترجم اور ادارہ کو آگاہ کریں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کتاب منطاب کو سمجھ کر اسلام کے بنیادی عقیدوں پر حسب مفہوم کتاب اعتقاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ البریاء عفی عنہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللہ کے نام سے پڑھا کرنا ہمیں خوشنیت برسان اور ہم کو لایع

أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي كَرَّمَ بَنِي آدَمَ بِالشَّهْرِ النَّاطِقِينَ بِذِكْرِيَاتٍ وَ
نَقَلُهُمْ بِالْعُلُومِ النَّاطِقِينَ قَالَهُمَا الْقَالِ عَمَّا عَالَمِيَّةً مِنَ الْأَعْلَاءِ
الْبَصِيدَةِ عَلَى سَائِرِ الْكَائِنَاتِ وَالْقَدْرُ الْأَعْلَى الَّذِينَ تَرَكْنَاهُمْ بِالْعُقُولِ
الْكَامِلَةِ وَالْمَقْشُورِ الرَّائِيَةِ وَالْقُلُوبِ الْقَائِيَةِ الْقَائِلَةِ لَعَلَّوْا
الْقَلْبِيَّاتِ وَالْمَقْطَعَاتِ مِنْ نَوْعِ الْإِنْسَانِ بِالْقَائِيَةِ الْقَائِلَةِ الْقَائِلَةِ
كَالْوَجْهِ قَالَهُمَا وَمَقْطَعَاتِ الْقَائِلَةِ الْقَائِلَةِ الْقَائِلَةِ الْقَائِلَةِ
وَحَدَّثَهُ النَّبِيُّ وَالْمَقْشُورِ الْقَائِلَةِ الْقَائِلَةِ الْقَائِلَةِ الْقَائِلَةِ الْقَائِلَةِ

» تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے اللہ آدم کو کلیات کلمہ دینے والے
نفس کی بنا پر عزت بخشی اور قابل تعریف اخلاق کی طرف رہنمائی کرنے والے اپنے
کردار اور نفع بخش علوم کے باعث دیگر کائنات پر برتری عطا کر

تائی رحمت ان حضرات پر ہو جنہیں اس (اللہ) نے کامل عقول پاکیزہ نفسوں
اور اترامانی کی جھکیوں سے سرور صاف دلوں کے سبب فوقیت عطا کی۔ اور انہیں پوشیدہ
چیزوں کے دیکھنے اور وحی و الہام جیسی آسمانی تائیدات کے ذریعے دیگر انسانی
الزام میں ممتاز کر دیا۔ خاص کر شریعتوں کی تکمیل فرماتے والے نبوت کے سلسلہ کو غم
کرنے والے معجزوں کی بارگاہوں کو کھل کھل کر جان کھلے والے اور ولایت کی تمام
راہوں کی ہر گویا حیثیت رکھنے والے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عزیز اللہ
کی بے شمار رحمتیں ہوں۔

فَعَدُّ أَعْلَمَ أَيْعَا الْوَلَدِ الْأَهْلِيَّ مِنَ التَّرْوِجِ صَاحِبِ الْمَقْشُورِ
وَالْمَقْشُورِ وَالْمَقْشُورِ الْأَعْلَى وَالْمَقْشُورِ الْأَعْلَى وَالْمَقْشُورِ
الْعَالِيَةِ الْبُيُوتِ وَالْحَصْبِ الْبَاهِيَةِ الْعَالِيَةِ الَّذِي أَمَارَ مِنْ سَلَا طَبِيبِ

اللَّهُ وَرَأَى بَقِيَّةَ قُلُوبِ أَهْلِ الْكُتُبِ وَالْعَرَفَانِ وَفَاتَى بِالْعُقُولِ وَ
الْفَهْمِ وَالْعَمِيَّةِ الظَّاهِرَةِ عَلَى الْأَقْرَابِ وَخَصَّ بِقَوِيَّةِ الْإِسْلَامِ
أَخْبَرِ الزَّمَانِ دَفَقَ اللَّهُ بِكَمَالِ الْإِيْقَانِ أَنَّ مَعْرِفَتَهُ ذَاتِ اللَّهِ تَعَالَى
وَجُودَاتِهَا كَمَا هِيَ لَا تُكُونُ مَقْدَرُهُ نَزَاةً بَغِيَا لِلَّهِ وَلِذَلِكَ يَقُولُ الْكَمَلِ
نَوْعِ الْإِنْسَانِ شُحَانِكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ فِي أَلْمَلِ الْأَوَّلِ
وَلَيْكِنْ أُنْبِئْكَ مَا لَا يَكْدُ مِنْهُ لَا تَكُونُ مِنْ تَمَوُّدِ أَهْلِ الْإِنْبِيَاةِ

حمد ثنا کے بعد اے خدا کی امداد فرما اور بھر پور کشائش دے کہ ہدف
ترین حکومت دے رہتے ہیں اقبال و نصیب والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں
نسب دے اور علی علیہ السلام کے تاجندہ حسب دے جان سے زیادہ پیارے
جو مرزاں و کشف دے لوگوں کی دل پر برتری کی وجہ سے وقت کے بادشاہوں
میں ممتاز ہوتے ہیں۔ سمجھ لو محمد اور پاک عقیدہ کی بنا پر مسروں میں برتری
حاصل کر چکے ہیں۔

آخری دعا میں اسلام کو طاقت پہنچانے کی وجہ سے نمایاں حیثیت کے مالک
ہیں۔ اللہ تعالیٰ (دین میں ہیں) پروردگار یقین رکھنے کی توفیق عطا کرے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی پوری پہچان ان ہی کے بس کی بات
ہے۔ چنانچہ انہوں نے انسان کی کامل ترین شغیت یعنی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر

و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ (اے اللہ) تو پاک ہے میں تیری پہچان کا حق پورا نہ
کر سکا، پھر بھی میں تجھے اس سلسلہ کی اہم اہم باتیں بیان کئے دیتا ہوں تاکہ تو باہر
کرنے والی جماعت میں شامل رہو۔

وَهُوَ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَحِبُّ الْوُجُوهَ حَتَّى يَجْعَلَ بَيْنَهُمْ فَصِيحَةً
فَذِيَّةً ذَوَاتِهَا وَكَلَامَهُمْ وَهُوَ بِالْعَالَمِ أَخَاطُ يَكُنْ شَيْئًا مِنْ الْفَرَاشِ
فَأَنْكَرَ بَيْنَهُ وَالْمَقْشُورِ الشَّيْءِ وَالْمَقْشُورِ وَالْمَقْشُورِ وَالْمَقْشُورِ

لَا شَيْءٌ غَيْرُهُ عَزَاوَالشَّابُّ لَا بِالنَّكَاحِ وَلَا نَهَائِقَالَهُ وَهُوَ نُورٌ لَا نَوَازِرَ
وَلَيْسَ لَهُ حَيْثُ وَلَا كَلَاةٌ وَلَا لَوْنٌ وَهُوَ مُسْتَرَاهِنٌ كَانَ مَعْبُودَ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْأَوْلِيَاءِ فِي هَذَا الْمَقَامِ الْأَنْبِيَاءُ يُسْتَوْنَهُ الْأَعْيُنُ وَالْأَوَّلِيَاءُ الْخُصُوفُ
الْعَلَمِيَّةُ وَذِكْرُكُمْ مَقْلُ الْكَلْبِ وَفُتْسَ الْكَلْبُ وَلَا يُرِيدُ أَحَدٌ مِنَ الْقُلُوبِ الْفِ
يَعْنَاهُ الْمُخْتَلِفَةُ إِلَّا اللَّهُ وَهُوَ فِي هَذِهِ الْخُصُوفِ الْعَجَبُ وَتَبَتُهُ مُرَوِّ
عَنِ الْأَشْيَاءِ وَغَيْبٌ عَنْهَا وَنُورٌ يُغَيِّضُ عَلَى السَّمَوَاتِ فِي هَذَا الْمَقَامِ لَا
نَبِيَّاءُ يُسْتَوْنَهُ الرَّبُّ وَالْعَالَمُ وَالْأَوَّلِيَاءُ بِالصِّفَاتِ الْأَعْلَانِيَّةِ
وَالْعَلَاةِ السَّمَوَاتِ ذَوَاتِ الْخُفَاءِ بِالْمَقُولِ وَالْمَقُولِ الْفَلَكِيَّةِ وَالْقَوَى
وَالْمَلَكَاتِ وَالْوَخَائِيَّاتِ الْكُلُوبُ هَذِهِ الشَّرْحَانِيَّاتِ
لَفِيضٍ عَلَى الْعَالَمِ فِي الْمَوَازِينِ فِي هَذَا الْمَقَامِ الْأَنْبِيَاءُ يُسْتَوْنَهُ
بِالْمَقُولِ وَالْأَوَّلِيَاءُ بِالْمَقُولِ وَالْمَقُولِ الْفَلَكِيَّةِ وَالْقَوَى
وَالْعَلَاةِ السَّمَوَاتِ ذَوَاتِ الْخُفَاءِ بِالْمَقُولِ وَالْمَقُولِ الْفَلَكِيَّةِ وَالْقَوَى
وَالْمَلَكَاتِ وَالْوَخَائِيَّاتِ الْكُلُوبُ هَذِهِ الشَّرْحَانِيَّاتِ

اللہ پر اعتقاد کی تفصیل

اللہ تعالیٰ پر اعتقاد یوں رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے
یعنی خود بخود جو رہے یعنی اس کے غیر کے وجود کے لئے اس کا وجود لازم ہے مگر اس کے وجود کے لئے اس کے غیر کا
وجود قطعی لازم نہیں ہے ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ بغیر سب ظاہری کے جتنے دلائل والا
اور دیکھنے والا ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے۔ ادارہ اور کلام کا مالک ہے۔ اس کا علم
ساتروں آسمانوں اور ساتروں زمین اطراف کے درمیان چیزیں دیکھ کر کسی غرض ہر
چیز پر حاصل کیے ہوئے ہے۔ چنانچہ عرش سے اتر کر اس کے علمی وجود کے سوا کسی چیز
کا وجود نہیں ہے۔ ہر شے سے مکان کے اعتبار سے نہیں بلکہ رتبہ کے اعتبار سے جلد

ہے اس کی کوئی انتہا نہیں وہ نور الازلی ہے اس کا کوئی جسم ہے نہ خلقت ہے۔
نہ کوئی رنگ ہے۔ وہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا ممبر ہے۔

(ان کی پوری میں وہ ہر ذی خلقت کا ممبر ہے۔ اس
لئے کہ مخلوق کی اعلیٰ ترین ہستیاں جب اس کی عبادت کی پابند ہیں تو ان کے پروردگار
معاہد میں لازماً عبادت کے پابند ہیں) اس بنا پر انبیاء اے حق اور علم کہتے ہیں
اور اولیاء حضرت علیہ (علم کل کے مالک) اور علماء اے عقل کل اور نفس کل کا نام دیتے ہیں
ان تمام جہتوں کی ان مختلف عبارتی اصطلاحوں سے مراد صرف اللہ ہے۔ یہ اس جہت
عالم میں ہر چیز سے پاک اور بے نیل ہے۔ اس کا نور آسمانوں پر نہیں پہنچتا ہے۔ اس غریب
میں انبیاء اے رہا خالق اور رازق کے عنوان سے پکارتے ہیں افاضہ نوری کے ان آثار
کو اولیاء صفات انعامیہ اور ملکۃ سماء کے نام سے حکماء انہیں عقول فکریہ و لغوس
فکریہ، قرائے فکریہ و ملکات اور روحانیات کو اکاب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہ روحانیات، عناصر (مٹی۔ ہوا۔ پانی۔ آگ) اور مواد (جہازات، نباتات و
حیوانات) پر مبنی رسائل ہوتی ہیں۔ روحانیات کے افاضہ نوری کے اس
مقام میں انبیاء ان آثار کو مخلوقات اولیاء صفات آثاریہ اور رازح صطوح اور حکماء
قوائے صلیحہ کا نام دیتے ہیں۔

ان تمام اصطلاحی عباراتوں سے ان کی مراد اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات،
اس کے افعال اور آثار ہوتی ہے۔

وَيُحِبُّ أَنْ يُعْتَقَلَ أَنَّ الصِّفَةَ مِنَ الذَّاتِ كَالْوَحْدِ مِنَ الْخُصُوفِ
فَمَنْ قَالَ أَوْلَعِدْ مَعْنَى الْعَشْرَةِ صَدَقَ بِمَعْنَى أَنَّ الْعَشْرَةَ عَشْرَةٌ أَحَدٌ وَوَاحِدٌ
عَرَبِيَّةٌ الْأَحَادُ بِتَمَامِهَا مِنَ الْعَشْرِ تَوَلَّى يَتْبَقُ مِنَ الْعَشْرِ شَيْءٌ وَيُعْلَمُ أَنَّ
الْوَحْدَ عَيْنَ الْعَشْرِ

وَمَنْ قَالَ أَنَّ الْوَحْدَ غَيْرُ الْعَشْرِ صَدَقَ بِمَعْنَى أَنَّ مَعْنَى الْوَحْدِ الْوَاحِدُ غَيْرُ

مَفْهُومُ الْعَشْرَةِ وَهَنْ قَالَ الزَّاحِدُ لَا عَيْنُ الْعَشْرَةِ مِنْ كُنْ
الْوَجْهِ وَلَا عَيْنُ الْعَشْرَةِ مِنْ كُلِّ الْوَجْهِ وَصَدَقَ لِأَنَّهُ غَيْرُ خَاصٍّ
مِنْ الْعَشْرَةِ فَلَا يَكُونُ عَيْنًا وَلَا يَكُونُ تَمَامًا الْعَشْرَةَ فَلَا يَكُونُ
عَيْنًا فَيُعْلَمُ أَنَّ الصِّفَاتِ الَّتِي أُبَيِّنَ مِنْ
حَدِّثُ فَهْمُهَا عَيْنُ الذَّاتِ حَقِيقَةُ كَيْفِيَّةِ الْعَشْرَةِ مِنْ
حَيْثُ نَجْوَاهَا عَيْنُ الْعَشْرَةِ وَلَا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهَا.

ذات و صفات پر اعتقاد کی تفصیل

ذات و صفات الہی کے بارے میں

یوں عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ صفات الہی ذات الہی کے لئے ایسی ہی ہیں
جیسے ایک کی اکائی دس کے عدد کے لئے ہے۔ پس جو کوئی ایک کی اکائی کو دس
کے مجموعہ کا معین سمجھتا ہے۔ تو وہ اپنی سمجھ میں پہلے ہے۔ کیونکہ دس کا عدد دس
اکائیوں کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ یہ ساری اکائیاں ایک ایک کر کے نکل جائیں۔ تو دس
نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ پس معلوم ہوا کہ ایک دس کا معین ہے۔
اگر کوئی ایک کی اکائی کو دس کے مجموعہ کا غیر سمجھتا ہے تب بھی پہلے ہی کیونکہ ایک کے
مفہم اور دس کے مفہم میں واضح فرق موجود ہے۔

اور اگر کوئی ایک کی اکائی کو نہ ہر لکھائے دس کا معین اور نہ ہر لکھائے دس کا
غیر کہتا ہے۔ تب بھی اس کی بات صحیح ہے۔ کیونکہ نہ ایک دس سے پوری ضرورت
ہے۔ جو کہ اس کا غیر ثابت نہ ہو اور نہ تھا ایک دس کا مجموعہ ہے جو اس کا معین ثابت
ہے۔ پس یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات صفات مجرئی اعتبار سے حقیقتہً
معین ذات ہیں۔ بالفاظ دیگر دس کی اکائیاں اپنی مجرئی صورت میں تو دس کا معین

ہیں۔ انفرادی صورت میں ایک ایک ایسا نہیں ہے۔
وَجِبَ أَنْ نَعْتَقِدَ أَنَّ التَّقْدِيرَ لِرَأْسِ الْأَمْرِ لَيْتَهُ بِمَوْضِعِهِمَا كَانَ
وَمَا يَكُونُ مِنَ الْكَلِمَاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ يَحْتَفِ لَوْ سَقَطَتْ وَرَقْدَتْ
مِنْ تَجَرُّدِهِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا قَدْرًا بِاللَّهِ تَعَالَى شَاءَ مَنْ كَانَ مُشْكِلًا
فِي هَذِهِ الْكَلِمَةِ الْمُحَقَّقَةِ وَعَلَيْهِ أَنْ يَتَعَلَّمَ النُّجُومَ لِيَعْلَمَ لَيْتَهُ
مِنْ تَجَرُّدِهِ أَحْكَامًا أَلَمْ يَكُنْ الْبَدَنُ كُلَّ صِفَةٍ وَكَيْفِيَّةٍ فَتُسْطَرِّقُ وَتُجَرِّدُ
أَحْكَامًا أَلَمْ يَكُنْ لَيْتَهُ كَامِلًا شَامِلًا فِي الْقَدْرِ لِأَنَّ الْعِلْمَ الْكُلَّ
الْمُتَجَمِّعَ فِي عِلْمِ النُّجُومِ يَحْكُمُ عَلَى النُّجُومِ الَّذِي يَنْصُلِدُّ مِنْ جِهَتِهِمَا
بَعْدَ وَدَقِيقَتِهِمَا شَاءَ مَا كَانَ أَوْ جَاهِلًا

صَالِحًا أَوْ فَاسِقًا غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا خَيْرًا أَوْ شَرًّا حَاكِمًا أَوْ مُعَلَّمًا
مُزْمِرًا أَوْ ذَلِيلًا طَوِيلًا أَوْ قَصِيرًا رَجُلًا أَوْ سَجْدًا سَعِيدًا أَوْ مُتَلَبِّيًا
وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى تَعَالَى فِي الْكَلِمَاتِ الْكَلِمَاتِ وَالشُّعْرِ شُعْرًا
لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى شَاءَ مَا يَكُنْ إِلَّا
فَمَا مِنْ الشَّيْءِ إِلَّا فِي الْأَرْضِ وَمِنْ أَصْفَاتِ الشَّيْءِ إِلَى الْفَسْفَسِ بِرُغْمِ تَعَلُّقِهِ
أَدَبٌ وَهُوَ لَوْ أَنَّ مَنْ وَجَدَ أَنَّ لَمْ يَكُنْ مُفْرَاطًا فِي جَهْلِهِ بِمَقْصُودٍ
مُكْفَرًا لَيَنْتَقِلَ يَقُولُ كَلِمَةً مُخَلَّفَةً مُطَابِقَةً لِلْوَاقِعِ فَتَنْ يَقُولُ
أَنَّ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ مِنْكَ وَمَنْ يَقُولُ مِنَ اللَّهِ وَمَنْ يَقُولُ
مِنْكَ وَمِنْهُ فَيَقُولُ الْبَيِّنَاتُ بَيِّنَاتٌ أَنَّ الْأَخْلَاقَ

لَعَلِّي وَمِنْهَا مَا أَنَا كُنْتُ أَبْنَاءُ أَهْلًا وَنَجْمًا وَمَا يَفْنَى عِلْدُ
مِنْ اللَّهِ كُنْهَا مَا يَسُرُّ فِيهَا فَمَنْ قَدْ خَلَا وَهُوَ أَلْفَوْا لِيهِ
وَقَرَأَتْهَا مِنَ الْمَاءِ لِأَنَّ الْمَاءَ إِنَّ لَمْ يَسْرِ فِيهَا لَا يَخْضَلُ
فَيَسْرِ مِنَ الْمَاءِ صَدَقَ وَمَنْ تَأَلَّى الْمَاءَ وَطَعْمَهُ وَاجِدًا لَا

فَمَا رَدَّتْ حُلَاوَتُهُ وَمَنْزِلَتُهُ خُصُوصَةً وَهَلْ هِيَ الْيَصْفَاتُ
لَيْسَتْ فِي الْمَاءِ وَالنَّمَاءِ مُشْتَرَكَةً هَلْ هِيَ الْيَقِينَاتُ مِنْ الْأَكْثَرِ
فَمَا يَرْتَدُّ مِنْ قَالِ إِنَّ لَمْ يَسْوَ الْهَيْئَةِ فَهِيَ الْيَقِينَاتُ تَجِدُ شَيْئًا
مِنْ الْهَلَاكِ وَتَرَى السَّحُومَ مَتَدًا إِنْ لَمْ تَكُنْ هَلَاكِ إِلَّا لِنَجَارِ
وَالْمَاءِ يُغَيَّرُ فِي وَادٍ لَمْ تَجِدْ أَيْضًا شَيْئًا مِنْ الْهَلَاكِ وَتَرَى
الْحُصُوفَ

عَرَفْنَا أَنَّ هَلَاكِ الْيَصْفَاتِ مِنْ كُلِّهَا مَصْدَقٌ قُلِ الْخَيْرُ وَ
إِنْ كَانَ مَرَّاتٍ فِي الْقُرْآنِ وَرَدَّ كُلُّهَا مَرَّةً يَقُولُ مَا أَصَابَ مِنْ
مُبِينٍ يَا قُلِ الْخَيْرُ وَلَا يَأْتِي أَنْفُسَكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنْفَخَ
إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ وَيَقُولُ الْخَيْرُ قُلِ الْخَيْرُ لَا يَأْتِي
اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ قَلْبُ كُلِّ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ مَرَّ يَقُولُ
وَأَنْ لَيْسَ لِلنَّاسِ الْإِلَهَ إِلَّا مَا سَعَى وَمَرَّةً يَقُولُ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْنَاهَا وَمَرَّةً يَقُولُ وَمَا تَرْجِيئِي إِلَّا
يَا دُلَّيْ بِغُلْبَةٍ لَوْ كُنْتُ تُهَوِّدُ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَلِيِّ

تقدیر پر اعتقاد کی تفصیل

تقدیر کے بارے میں یوں اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ روزِ ازل کی تقدیر گذشتہ اور آئندہ چھ مہرئی ہر چیز پر اس حد تک حاوی ہے کہ کسی درخت سے اگر کوئی پتہ گرنے لگے تو اللہ کی تقدیر سے ہی گرتا ہے۔ جس کسی کو اس ہمیشہ حقیقت میں شک ہو۔ اسے علم نجوم سکھنا چاہئے۔ تاکہ اسے احکامِ مہرئی اور جہادِ نباتات و حیوانات کے مسائل کے تجربہ سے بخوبی یقین ہو جائے کہ ہر چھوٹے بڑے کا تقدیر ہی حال (پچھلے سے) لکھا ہوا ہے۔ یوں احکامِ مہرئی کا تجربہ ہر شخص تقدیر میں شامل ہونے کا پورا پورا یقین دلائیگا۔ کیونکہ علم نجوم میں مکمل مہارت کھنے والا حکیم کسی کو ہر دور کے درجہ طالع اور عنصر میں مہرئی (وقت و ولادت) کے پس منظر میں

حکم بتا دیتا ہے۔ کہ کونسا دور عالم ہے گا یا ان بڑھ، نیک کردار ہو گا یا بد کردار، تو مگر ہر گاہا تنگ دست نامور نیک چلن ہو گا یا گیارہ ماشر پسند، فرمان روا ہو گا یا فرمان بردار عزت ہو گا یا بے عزت، لمبی عمر گزارے گا یا چھوٹی عمر، کمخوش ہو گا یا کشادہ دست نیک نصیب ہو گا یا بد نصیب۔ چنانچہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کتابِ کریم (قرآن مجید) میں ارشاد فرماتا ہے کہ سورج ہمیشہ اپنے سمت (عمر) کی طرف بڑھتا ہے۔ اس لئے کہ یہ سورج کے حق میں (اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ہے۔ دوسری جگہ ارشاد الہی ہے کہ اللہ اسات سے نے عمر زمین تک کی ہر چیز کی تدبیر رکھنا ہے۔

نیکی و بدی کی نسبت کی تحقیق

یوں کوئی گناہوں کی نسبت اپنی طرف کرے۔

اسی نے ادب کا لحاظ رکھا ہے اور وہ اگر واقع کے مطابق بات کرنے والے حقیقت پسند شخص کی تکفیر کرنے والا دھڑ دھڑ جہالت میں ڈوبا ہوا نہ ہو تو محض کوٹھی ہے چنانچہ کوئی گناہ ہے کہ نیکی و بدی تیری بجانب سے ہیں۔ کوئی گناہ ہے کہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور کوئی گناہ ہے کہ اللہ اور بندہ دونوں کی جانب سے ہیں۔ مثال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب صرف لفظی تیرے ہیں نیکیوں میں کچھ سکتا ہے

ہے۔ کہ آپ (اے بندہ) درختوں اور درودوں سے ڈھکے ہوئے ایک باغ کی مانند ہیں۔ اور جو دسترس اللہ کی جانب سے آپ کو حاصل ہوتا رہتا ہے وہ اس پانی کی جگہ ہے جو اس باغ کو سیراب کرتا ہے۔ اب یہاں کوئی کھجور پھلوں کی مٹھاس اور کڑواہٹ پانی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ اگر پانی باغ کو سیراب نہ کرتا تو کوئی پھل ہی نہ ملتا۔ وہ کچا گناہ ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ پھلوں میں تو مٹھاس، کڑواہٹ اور کھٹاس ساری لذتیں پائی جاتی ہیں جبکہ پانی میں ان میں سے کوئی لذت نہیں ہوتی۔ پانی تو فطرنا ایک مفروضہ (غیر منشاء) ذائقہ رکھتا ہے تو لازماً لذتوں کی یہ پیداوار درختوں کی

اللَّهُ بِعَجْبِهِ تَعْتَمِدُوا مَا خَلَقَ اللَّهُ كَمَا وَرَدَ فِي رِوَايَةِ الْقُلُوبِ
لَا يُزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ إِلَى بَالِئِهِ حَتَّى يُجِيبَهُ فَإِذَا أَجَبْتُهُ مُنْتُ
مَعَهُ وَبَعْدَهُ زَيْدٌ وَرَجُلٌ وَلِيَانِدٌ مَنِ يَسْمَعُ رِيَّ يَسْمَعُ رِيَّ يَحْسُ وَيُطِيقُ

[illegible]

قَالَ اَنَا الشَّارِقُ فَبُورُوحِي فِي دَعْوَاهُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ يَذُوقُ الْحُزْنَ مِنَ الْوَدَاعِ وَرُوحَهُ
إِلَى صَنَابِهِ فَبُورُوحِي هَذِهِ الْحَالَةَ يَذُوقُ النَّارَ ثُمَّ كَانَ بِهَا قَالًا نَبِيًّا مَدْرُ
الْأُولَى إِذْ انْقَضَى بِصِفَاتِهِمْ أَوْ دَعَا فَعَصَفُوهُ وَقَعِدُوهُ لَا كَمَا
أَخْبَرَنِي عَنْ خَالِهِ مَتَيْدًا لَا وَصِيًّا وَوَسَدًا لَا وَلِيًّا عَلَيْهِ اسْتَدْرَجَ
رَأَيْتُ اللَّهَ تَعَزَّزْتُ وَقَعِدْتُ ثُمَّ وَاللَّهِ لَمْ أَعْبُدْ رَبِّي أَلَمْ أَسْكُ
وَمَنْ لَمْ يَهْبِطْ إِلَى هَذَا النِّقَاطِ لَيْسَ لَهُ تَصْغِيرُ مِنَ الرُّبُوبِيَّةِ
لَاقَ اللَّهَ تَعَالَى لَيْسَ بِهِ خُصُوصٌ يُلْزِمُكَ لَاحِظٌ لَا تُدْرِكُهُ الْأَنْبَاطُ
وَهُوَ يُلْزِمُكَ الْأَنْبَاطَ فَصَلَّى أَوْسَكَهُ إِلَّا بَصَاصًا صَاسِرًا بِلَا أَنْبَاطٍ
بَصَاصًا وَذَلِكَ يَوْمَ تَبْلَى السَّرَائِرُ فَهَمَنْ قَالَ رُوحِي مَالِي اللَّهُ مُحَالٌ
لِيَسْمَعَ مَا دَامَ تَسْمَعُ صَدَقَ وَمَنْ قَالَ رُوحِي لِي اللَّهُ لَيْسَ بِهِ مُحَالٌ
صَدَقَ لِأَنَّ اللَّهَ يَرَى لَفْسَهُ فَهَمَنْ كَوَّرَ الدُّمُومَ بِصَيْرَتِهِمْ بِخُورِهِ
فَالْأَنْبَاطُ الْأَخْمَلَةُ وَفِي لَفْظِيَّاهُ

هَذَا أَقْصَا مَا إِتَّخَذُوا مِنْ لَفْظِيَّاهِ

کسی بھی زمانے میں ردِ نماہوئے والی کوئی چیز مشیتِ ازل کے اراہ کے مطابق ہی ظاہر ہوتی ہے۔

اہل قشر یہ سمجھنا کہ انہیں بھلائی کا قدرت و اختیار الہی کے منافی سمجھنے کا تشریح کا گمان باطل ہے کیونکہ قدرت کا انحصار مقلد و رات ہے اور مقلد و رات قدرت میں شامل چیزیں ہی تو ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ قدرت ناممکنات کو شامل نہیں ہے۔ محققین کے نزدیک جو چیز قدرت میں نہ ہو وہ محال ہوتی ہے (اہل قشر یہ کی طرح گمان رکھنے والا) مخاطب اللہ اپنے ارادہ کو عملی شکل دینے والا ہے نہ کہ تیرے ارادہ کو۔ (بات دراصل یہ ہے کہ جو کوئی علم و قشر کی طرح جزئی اور ناکام سمجھ ہو جو کہ ساتھ اللہ کی ذات و صفات کے ناپید اکتار سمندر میں ڈکی لگانے کی کوشش کرے وہ غلطی ہی کرے گا اس لئے کہ عقل جزئی (درحقی) ایسی (بے مثال) چیز کی پہچان سے عاجز ہے۔ جس کی جنس و فصل کے کسی زاویہ سے تعریف ممکن نہ ہو۔

اس لئے قاضی ناصر الدین بیضاوی نے انصاف سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ ”اس مسئلہ میں بحث کی طوالت کے مقابلے میں فائدہ بہت کم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت چشم عقول سے پوشیدہ ہے۔ کوششوں کا حسلہ یہ لیکن برگزیدہ انبیاء علیہم السلام اور کامل اولیاء نظام و جہاد فی اللہ جہاد و ترجمہ اللہ کی راہ میں بھرپور کوشش ہماری کوشش کے مطابق مجاہدات پر کاربند ہوتے۔ اور الذین یجاہدونی ینفقہ ینفقہم صُلبًا، ترجمہ: جو لوگ ہماری راہوں میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم انہیں غنہ اپنا راستہ بنا دیتے ہیں۔ کی بنا پر انہیں اللہ کی بگم راہ ملی۔ چنانچہ وہ عالم ملک کے حالات کشف کرنے پھر عالم ملکوت کو آنکھوں سے دیکھنے، پھر عالم جبروت کے تفصیلی مطالعہ اور عالم لاموت کی جھلکیوں سے منور ہونے کی انتہا کو پہنچ گئے وہ قہر کی طرح دریا سے یکتائی میں جا گئے۔ تمام کائناتی ملائق سے پاک ہو کر وہ اللہ کی معرفت میں گم ہو کر اللہ کی رحمت کے ساتھ باقی رہے۔ اور حکم حدیث تمفقوا بأعلاق اللہ۔ حدیث، ترجمہ: اللہ کی مصلحتوں کو اپنا زار، کے مطابق صفات الہی

کے مفاد پر کی حیثیت سے پہچانے گئے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد ہوا ہے لا ینزال العبد الخ، ترجمہ: بندہ زائد اعمال کے ذریعہ ہم سے قریب نہیں آتا ہے۔ یہاں تک کہ میں (اللہ) اسے پہچانے لگتا ہوں۔ اور جب میں اسے پہچانتا ہوں تو میں اسے گمان، اس کی آنکھ، اس کے ہاتھ، اس کے پاؤں اور اس کی زبان بن جاتا ہوں۔ تو گویا وہ میرے ذریعہ مٹا ہے، میرے ذریعہ دیکھتا ہے میرے ذریعہ بکھرتا ہے، میرے ذریعہ جلتا ہے اور میرے ہی ذریعہ بولتا ہے۔

رویت باری تعالیٰ پر اعتقاد کی تفصیل

پس جس کے لئے اللہ بخیرہ آنکھ کے بن جائے وہ لامحالہ اللہ کو دیکھ لیتا ہے چنانچہ امیر المؤمنین ابو الحسن علی علیہ السلام محبت کی اس منزل پر پہنچ کر حرج و مزاج ہوتے اور بشری علاقوں سے دور لنگر کر صفات الہیہ کے سراپا ظہر کرنے کے بعد نمایاں ترین مقام پر طیاں ہوتے تو خطبہ بیان میں ارشاد فرمایا کہ ترجمہ: میں اللہ ہوں، میں نغمہ ہوں، میں رحیم ہوں، میں رازق ہوں میں غنی ہوں، میں غنی ہوں، میں خالق ہوں، میں خائن ہوں، میں مثان ہوں۔ اس کی مثال ہانکل لہو کی جھلی میں لوہے کی طرح ہے۔ کہ جب وہ غمت گرم ہو کر مرغی گرمی اور پیش چسپ آگ کی صفیں اختیار کر جائیں اور اس حالت میں ہی وہ اپنے آپ کے آگ مرنے کا دعویٰ کرے۔ تو وہ اس دعویٰ میں پکا ہے۔ لیکن آگ سے نکل کر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آنے کے بعد وہ آگ مرنے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اللہ کی صفات کے متصف ہو جاتے ہیں تو وہ اللہ کو دیکھنے لگتے ہیں، اسے پہچانتے ہیں پھر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ چنانچہ حبیبوں کے سردار اور ولیوں کے پشت بنانا (حضرت علی علیہ السلام اپنے حال سے آگاہ کرتے ہیں۔

ترجمہ: میں نے اللہ کو دیکھا پھر اسے پہچان کر اس کی پرستش کی۔ اللہ

کی قسم میں نے بن دیئے مخلوق عبادت ہی میں کی۔

جو شخص اس مقام کو نہ پہنچے اسے اللہ کی رویت میں سے کوئی حصہ نہیں ہے
کیونکہ اللہ ایسا عسوس نہیں ہے جو عام حواس سے دریافت ہو سکے۔ آنکھیں اسے
نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ آنکھوں کو پالیتا ہے۔ اور جب آنکھیں اس کا دراک کر لے گی۔
جائیں تو وہ آنکھیں ان عسوس بعیرت کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ یہی بعیرت ہے۔
(جو آیت قرآنی کے مفہوم کی تفسیر) ترجمہ: اس دن راز آشکار کر دیے جائیں گے
پس جو کوئی کہے کہ بشریت کے عالم میں موجود بشر کے لئے اور بت الہی ممکن
نہیں تو وہ سچ کہتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہ ناممکن نہیں ہے تبھی سچا ہے کہ
اللہ تو اپنے آپ کو دیکھ لیتا ہے اور جس کی بعیرت کو اللہ اپنے نور سے روشنی کر
دے تو وہ لامحالہ اسے (اللہ کو) دیکھ لیتا ہے۔ چنانچہ یہ اختلاف بھی لفظی اختلاف
ہی ہے۔

وَيُحِبُّ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَكُنَّ السَّمَاوِيَّةَ وَالْأَرْضَ
مُسْتَعْبِدَةً لِلَّهِ الْعَالِمُونَ بِأَمْرِهِ وَلَا يُولِئُونَ بِكَ كَوَيْلِكَ
فَلَا تُؤْخَذُ

ملائکہ پر اعتقاد کی تفصیل :- یہ اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ آسمان
اور زمین کے فرشتے اللہ کے ایسے بندے ہیں جو اس کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں
مزید یہ کہ تدبیر و تائیت کی صفیں ان میں نہیں پائی جاتیں۔

وَيُحِبُّ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ نَبِيَاءَ إِبْرَاهِيمَ وَصَاتِطُ بَيْنِ الدُّنْيَا
وَعِبَادِهِ يَسْتَفِيدُونَ مِنَ الْخَلْقِ وَيُفَيْضُونَ عَلَى الْخَلْقِ
فِي مَنَابِعِهِمْ نَزْلُ الدَّرَجَاتِ وَفِي مَنَابِعِهِمْ نَزْلُ الدَّرَجَاتِ
انبیاء علیہم السلام پر اعتقاد کی تفصیل :- انبیاء علیہم السلام پر اس جہت
میں اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ وہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان وسیلے
ہیں۔ اللہ سے فیض لے کے مخلوق تک اسے پہنچا دیتے ہیں ان کی پروردگی

سے بلند درجے حاصل ہوتے ہیں اور انکی خلافت و روزی سے ان کی جہنم
تک پہنچ جاتے ہیں۔

وَيُحِبُّ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ نَبِيَّنا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالْآلِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ بِرُؤْيَا مُحَمَّدٍ النَّبِيُّ
وَالْبَشَرُ لَيْتَمُ خَتَمَتِ الشَّرَائِعَ الشَّرْعِيَّاتِ وَهِيَ بِالْقُدْرَةِ وَالْإِثْمَانِ
صَاحِبُ الْكِتَابِ وَهِيَ أَوَّلِي الْعِزِّ وَبِهِ خَتَمَتِ الْبُرُوقُ وَهُوَ صَاحِبُ
دَوَابِ الْقَهْرِ وَصَاحِبُ فِرَاقِ الْعِلْمِ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الشَّرِّ وَالْإِثْمَانِ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْحُكْمَاءِ وَفَاقَ عَلَيْهِمْ بِرُؤْيَا مُحَمَّدٍ
بُوجْدِهِ مِنَ التَّصَوُّفِ بِطَائِفَةِ الصُّفَاتِ الشَّعْبِ إِلَّا نَبِيَّنا وَ
سَيِّدَنَا وَهُوَ لَنَا وَهُوَ لِي الشَّقْلَيْنِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

سَلَامٌ كَأَفْأَسِي إِذَا كُنْتُ تَاطِقًا
بِمَدْحِ نَزَلِ اللَّهِ جَلِي رَسِيدِي

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتقاد کی تفصیل
ملائکہ پر اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ آسمان

اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ پائے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء و مرسلین کے درجہ
کے آخری نبی و مرسل ہیں۔ آپ کی نبوت کے ساتھ نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ اور
آپ کی شریعت پر شریعتوں اور شرعی معاملات و تبدیلی و تغیر کا سلسلہ
ختم کر دیا گیا۔

آپ ایک لذت نبوت و رسالت کے درجوں کے ساتھ ساتھ صاحب کتاب اور
اولو العزم رسولوں میں ہیں۔

آپ ہی پر نبوت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

آپ دورۂ مابین اور قرآن مجید کے مالک ہیں۔ جو رسولوں، نبیوں یا انبیاء

۱۔ یکمروں میں امتیازی مثبت کے نشان ہیں۔ آپ کو ان سب میں وقت حاصل ہے۔ اس لئے کہ ان سات صفات (یک وقت اور کچھ صفتیں لفظاً)۔ موزن ہمارے ہی، ہمارے سرور اور ہمارے — اور جن و انس کے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کون دوسری شخصیت بنائی گئی۔ جب بھی میں اپنے جہاندار آقا مولیٰ اللہ علیہ والہ وسلم کی مدح خواہی میں قبیحہ گو ہو جاؤں۔ تو میری چلتی ہوئی سانسوں کے حساب (بے حساب) سے ہیشاں کے حضور میرا سلام عقیدت ہو۔

وَجِبَّ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ نَبِيَّنا تَرْتَقِي عَلَى الْوَعْدِ عَاجٍ وَغَيْرِ عَلَى الْمُتَعَدِّ بِحَسْبِ يَلْبِقُ بِالْعَرُوجِ وَهُوَ جَدُّ مَكْتُبٍ لَطِيفٌ خَفِيفٌ وَلَوْ نَوَيْتَ بِمَعْنَى شَرْحِ الْبُؤَابِ الشُّمُوبِ لَا يَكُونُ مَرَّ الْخَرُوفِ وَالْأَلْبِيَامِ

معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد کی تفصیل =

یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے کر آئے ہوئے ہوں۔ چہ عروج و فرود کے لئے معراج ان اور مناسب جسم پر ایک ہلکا لطیف آسمانی جسم ہے۔ جسے ہر ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر لے گئے۔

آسمانوں کے کھلے دروازوں سے آپ کے درجے پر لے کر باوجود کوئی حرج تو لازم نہیں آتا۔ اس لئے کہ آپ خفیف لطیف آسمانی جسم کے ہمراہ گئے ہیں۔ وَجِبَّ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ الْفَرَّانَ وَالْقَوْمَانَا وَالْإِبْرَاجِ وَالْزُورِ وَالْمُتَعَدِّ كُنْهَا كَلَامُ اللَّهِ وَالْفَرَّانَ بِاللُّفْظِ وَالْمُتَعَدِّ بِالْمَعْنَى وَالْمَعْنَى مَن سَاجِدٌ لِكُتُبِ الشَّمَا وَثِيْدٌ وَلَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ كَلَامَ اللَّهِ تَعَالَى

مِنْ حَيْثُ أَنَّ مَعْنَى بَيْنَ صِفَاتِهِ وَصِفَاتُ اللَّهِ مَنْ لَيْسَ لَهُ لَحْظٌ وَمُحَمَّدٌ مِنْ حَيْثُ أَنَّ كُرْلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَرْتِ مَعْلَيْنِ مَسْبُوقٍ بِالْمَرْمَةِ وَمِنْ حَيْثُ أَنَّ مَقْرُوعًا وَمَكْتُوبًا لِمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا يَنْبَغِيهِ مِنْ ذِكْرِ مَنْ أَرْبَعًا وَمُحَدَّثًا لِمَا اسْتَمْعَرُوا وَهُمْ يَلْعَنُونَ وَفَمَا كَانَتْ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ وَفِي عَيْنِ النَّبِيِّ أَمْرٌ الْأَمْرُ فَلَا خَطَاةَ فِي وَدَّهِ وَمَا كَانَتْ مَرَّةً لَا مَقْرُوعًا مَلْهُوْطًا مَكْتُوبًا لَخْنَاءَ فِي حَدِّهِ مَنْ قَالَ يَقُولُ الْفَرَّانُ حَقٌّ مِنْ وَجْهِهِ مَنْ قَالَ بِحَدِّهِ مَنْ حَقٌّ أَيْضًا مِنْ وَجْهِهِ كَلَّ مِنْهُمَا كَمَا قَالَ الرَّاقِدِيَّةُ مِنْ كُلِّ الْوُجُوهِ الْأَعْدَادِ مِنْ كُلِّ الْوُجُوهِ لَا يَكُونُ هُمَا مُبْطِلَانِ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَنْعَرَّ مِنْ بَيْنِ

هَذَا الْمُسْئَلَةِ إِلَّا مَنْ كَانَ عَارِضًا بِحَقِّقِ الْأَشْيَاءِ مِنْ أَكْبَرِ الْأَنْبِيَاءِ وَكَمَلِ الْأَوْلِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَأَعْلَمُ أَنَّ مَنْ كَفَرَ الْقَائِلَ يَقْدِرُ مِنْ كَفَرِ الْقَائِلِ يَحْدُوثُ بِفِكَلِهِمْ جَاهِلَانِ وَجَهْلُهُمَا زَكَبُ إِلَّا أَنَّ الْفَرَّانَ لَيْسَ كَالْجَزْءِ الَّذِي لَا يَنْجُو كَيْسَلًا لِيُصْفَى بِصِفَاتِ مُنْعَلَةٍ وَذَلِكَ مِنْكَ تَرْتَقِي بَلْ الْفَرَّانُ كَادَ بِمُكَتَبِ الْفَوَايِ ذَلِكَ صِفَاتُ ظَاهِرًا وَصِفَاتُ بَاطِنًا وَمِنْ كُلِّ صِفَةٍ لَهُ وَجْهًا آخَرًا فَلِذَا إِلَيْكَ كَانَ تَدْعَا مِنْ وَجْهِهِ وَمُحَدَّثًا مِنْ وَجْهِهِ مَنْ

وَأَمَّا الْقَائِلُ بِالْقَدْرِ وَالْحَدِّ مَنْ كُلِّ الْوُجُوهِ فَهُوَ جَاهِلٌ بِمَعْنَى الْأَشْيَاءِ فَتَعْلِيْمُهُ أَنْ يَقُولَ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَلَقِيْمُ الْقَسْرِ الْأَوْفَى وَالْمَعْنَى دُرُوبُ مَالِهِ إِنْ كَانَ ذَا أَهْلِ وَيُحْمَلُ بَيْنَهُ وَالْمَعْنَى إِلَيْهِ يَسْبِيحُ وَلَا يَنْعَرُّ مِنْ النَّسَائِلِ الْأَصُولِ وَالْمَعْنَى

خَفِيَ لَا يَشْرُونَ قَالَا لَئِنْ مَتَّعْتَهُمْ بِنَهْائِهِمْ عَلَيْهِمْ شَرُّنَا لَأَفْضَلُ
مَنْابِهِمْ عَامَّةً وَمَا قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَرِئَاسَةُ الْمُتَّقِينَ
أَسَدُ اللَّهِ الْعَالِمُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَحِمَهُ اللَّهُ
أَمْرًا مَعْرُوفًا قَدْ مَرَّكَ وَلَمْ يَتَعَدَّ حُوزَهُ إِشَارَةً إِلَى مَا قُلْتَ لَكَ
قرآن مجید اور سابقہ کتب آسمانی پر اعتقاد کی تفصیل
یہ اعتقاد بھی واجب ہے کہ قرآن، توراہ، انجیل، زبور اور دیگر معجزہ دینی
سب کے سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں، مگر قرآن کو سب سے اعلیٰ و مہم و دروزن اعتبار
سے دیگر آسمانی کتابوں پر امتیاز اور فوقیت حاصل ہے۔

یہ اعتقاد بھی واجب ہے کہ کلام الہی پہلی بکشت قرآن کی ہے (یعنی اس میں تعلیم ہے) اور
صفت الہی ہے اور صفات الہیہ بالاتفاق انہی اور قدیم میں اور اس اعتبار
سے حادث ہے کردہ کافی زمانے گزرنے کے بعد ایک مخصوص وقت میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اسے پڑھا گیا، لکھا گیا جسے کہ قریشیابی ہے
مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مِنْ دَرَجَتِهِمْ فَكَذَّبُوا إِلَّا سَوَّغُوا لَهُمْ بِالْغُلُوبِ وَهُمْ
تَرْجَمَ۔ اپنے رب کی جانب سے کوئی بھی نازلہ نعمت ان پر آتی ہے تو وہ
اسے لعینوں میں ملن رہ کے سنتے ہیں۔ (انتہا بے رحمی سے سنتے ہیں)
پس صفات الہی میں سے جوئے اور ازال الازال میں علم الہی سے جوئے کے اعتبار
سے تو کلام الہی یعنی قرآن کے قدیم جوئے میں کوئی بات پرشیدہ نہیں۔ مگر نازل
ہونے پر پڑھا جانے، بولا جانے اور لکھا جانے کے اعتبار سے اسکے حادث ہونے
میں کوئی پردہ نہیں۔

یوں اگر کوئی قرآن کو ایک اعتبار سے قدیم کہے تو وہ سچا ہے اور اگر کوئی قرآن
کو ایک اعتبار سے حادث کہے وہ بھی سچا ہے۔

لیکن ان میں سے اگر کوئی قرآن کو ہر اعتبار سے قدیم یا ہر اعتبار سے حادث
کہے تو یہ دونوں ناکاہل و ناواقف ہیں۔

ایسے مسائل میں چیزوں کی حقیقتوں سے باخبر بڑے بڑے انبیاء اور کامل
الایہ کے سوا دوسروں کو دخل ہی نہیں دینا چاہئے۔ واضح رہے کہ قرآن کو قدیم
و حادث کہنے پر ایک دوسرے کو کفر کی طرف منسوب کرنے والی دروزن ہی ہمیں
جمل مرکب میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ کیونکہ قرآن کسی بھی اعتبار سے ناقابل تقسیم جز
نہیں ہے کہ اسکے کثرت سے کئی صفات نہ ہو سکیں۔ بلکہ قرآن تو ایک سے زیادہ
صلاحتوں کا مجموعہ ہے۔ اس کی فاری صفات بھی ہیں۔ باطنی صفات بھی۔
ہر صفت کی الگ الگ صورت ہے۔ اپنی معنوں میں قرآن ایک صورت
میں تو قدیم ہے تو دوسری صورت میں حادث ہے۔

ہر اعتبار سے قرآن کو حرف قدیم یا حرف حادث کہنے والا دراصل چیزوں
کی حقیقی شناخت سے بے ہرہ ہے۔

ایسوں کو سیدھے سیدھے شہادتیں کے اقوال تصدیق کے ساتھ ساتھ نمازوں
کی پابندی، رمضان کے روزوں، صاحب نصاب ہونے کی صورت میں نذرت
کی ادائیگی اور صاحب استعانت ہونے کی صورت میں حج بیت اللہ جیسے عبادت
اور متفق علیہ مسائل کی ادائیگی پر استغفار کرنا چاہئے اور علم کلام کے ان اصولی
(تفکر طلب) مسائل میں نہیں پڑنا چاہئے۔ تاکہ دین سے باغداد نہ دھوئے پڑیں۔
کیونکہ علم کلام کا مشہور مقولہ کہ جو کوئی بے خبری میں علم کلام میں زبان درازی
کرے گا۔ زندہ رہے گا۔ ایسے ہی لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس
مسلے میں امیر المؤمنین، امام المتقین، اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب
علیہ السلام کا فرمان، رَجَعِ اللَّهُ أَمْرًا مَعْرُوفًا قَدْ مَرَّكَ وَلَمْ يَتَعَدَّ حُوزَهُ
ترجمہ: اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی حقیقت پہچانتا ہے اور حد سے آگے
نہیں بڑھتا، بھی میرے مضمون کلام کی عمایت میں ایک اشارہ ہے۔

وَجِبَتْ أَنْ نَعْتَبِدَ أَنَّ الْإِمَامَةَ عَلَى تَوَعُّلِ حَقِيقَتِهِ وَاضَّةٌ

فِيهَا. فَالْحَقِيقَةُ الْإِصْفَاتُ بِجَمِيعِ صِفَاتِ لَاهُوتِهِ صُورِيَّةٌ
كَانَتْ أَوْ مَعْنَوِيَّةٌ وَشَرَّاطُهَا قَالَتْهَا أَثَانَتُ الرُّبُطِ الْإِمَامَةِ
قَالَ كُورَةُ وَالْخُرَيْبَةُ وَالْبُلُوعُ وَالْعَقْلُ وَاصِلُ الْإِمَامَةِ
الشَّجَاعَةُ وَالْفَرَارِيَّةُ وَصِفَاتُهَا الصُّورِيَّةُ السِّيَادَةُ الْبَنَفُ
صَدَّةُ الْفَاطِمِيَّةِ وَأَعْلَمُ وَالتَّقْوَى وَالتَّجَاعُ وَالشَّجَاعَةُ
وَأَمَّا كَانَتْ الْعِلْمُ الْكَامِلُ بِمَا قَالَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
الْإِيمَانُ الضَّعِيفُ مُلْعُونٌ لِعَيْنِي مَنْ يَخُوتُ حَاجَ إِلَى عَزِيهِ فِي أُمُورِ
الدِّينِ وَالسِّيَادَةِ الضَّعِيفُ مُلْعُونٌ وَالتَّكَلُّفُ الْفَسِيحُ وَالتَّوَلَّى
الْفَرِيحَةُ.

وَلَمْ تَجْمَعِ تِلْكَ الصِّفَاتُ بَعْدَ عَلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
إِلَى يَوْمِنَا هَذَا أَيْ أَحَدٍ مِنَ الْأَيُّمَةِ.

وَالْإِمَامُ الْكَامِلُ الْحَقِيقِيُّ مِنَ الصِّفَاتِ هَذِهِ الصِّفَاتُ بَعْضُ هَذِهِ
الصِّفَاتِ فَهُوَ أَمَّا بِالْقُدْرَةِ الَّتِي فِي الصِّفَاتِ بِهَا وَكَانَتْ
لَهَا مَعْنَى إِضَافِيَّةٌ. رَأَيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَتَوَقُّقُ قَامِلٍ وَغَرِيبِ الْكَ
بُتَّةُ الْمَاضِيَّاتِ وَالْبَاقِيَّاتِ وَكَذَلِكَ عَظِيمًا.

امامت پر اعتقاد کی تفصیل

واجب ہے کہ اس کی درجہ میں ہیں۔ حقیقی اور اصالی
امامت حقیقی :- امامت کی جملہ ظاہری و باطنی صفات اس کی شرائط اور
اس کے ارکان سے آراستہ ہونا امامت حقیقی ہے۔

شرائط امامت :- امامت کی شرائط میں تردد ہونا۔ آزاد ہونا۔ بالغ ہونا
اور عاقل ہونا شامل ہیں

اصل امامت :- شہادت اور قریشی نسب ہونا امامت کی اصل (بنیاد)
ہے (جس کی دلیل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاُولَئِكَ مِنْ قُرَيْشٍ
خَرَجْتُمْ قُرَيْشٍ سے ہوئے) سے مل سکتی ہے)

امامت کی ظاہری صفات :- امامت کی ظاہری صفات میں نفی
کے ذریعہ سیادت کا ثبوت اور ظاہری نسب ہونے کے ساتھ علم، تقویٰ، شجاعت
اور سخاوت شامل ہیں۔

امامت کے ارکان :- امامت کے ارکان میں "رسالت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے زمانہ" الْإِمَامُ الضَّعِيفُ مُلْعُونٌ لِعَيْنِي مَنْ يَخُوتُ حَاجَ
إِلَى عَزِيهِ فِي أُمُورِ الدِّينِ۔ ترجمہ: "دینی معاملات میں دوسروں کی
طرف محتاج ہونے والا کمزور امام رحمت الہی سے دور ہے" کے بموجب
(ضعف مسلم کے خطرناک انجام سے بچنے کے لئے) علم کامل کے ساتھ مسیحیادوں
وسیع مملکت، اور واضح ولایت کا حامل ہونا شامل ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے سوا آج تک کسی دوسرے امام میں یہ تمام باتیں
بیک وقت جمع نہیں ہوتیں۔ اس لئے جس امام میں یہ تمام باتیں بیک وقت
پائی گئیں وہ حقیقی کامل امام ہیں اور جس امام میں ان میں سے کچھ صفات
پائی گئیں۔ وہ انہی صفات کی تعداد کی کثرت کے حساب سے (کامل) اصالی امام
ہے۔

ذہن میں آجیجہ آپ کی ذہانت پر ہر اعتماد ہے (انہی اثر نہانت سے)
گذشتہ اور باقی آئمہ میں چھانٹ چھانٹ کے پھان رکھ اور بھر پر لانا اٹھا۔
وَيَجِبُ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ الْوَلِيَّاءَ وَرَثَةَ الْأَنْبِيَاءِ
لَا تَهْتَكُ الْعَالِيُونَ الْعَالِيُونَ قَالَتُ الْعُلَمَاءُ الرَّبَّانِيُّونَ وَمَا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ تِلْكَ أَنْكُمُ لَهُمْ فِي

أَمَّا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِ مَائَةِ
أَلْفٍ وَالْعَالَمُ لَا يَحُلُّوهُ مِنْ بَرَكَاتِهِمْ طَرَفَتَا عَيْنٍ لَهَا
قَالَ عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ثُمَّ لَوْلَا الْإِبْرَاسُ لَهْلَكَ الْفَتَّارُ
وَأَدْمُهُمْ عَلَى وَحَاثِهِمْ مَهْدِيٌّ

اولیاء کرام پر اعتقاد کی تفصیل

اولیاء کرام کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ کیونکہ وہ باطل عالم پر ہونے کے ساتھ ساتھ علماء ہاں بھی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسان **وَالْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ**۔ ترجمہ۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں کے معنی ان ہی درجہ کمال والے لوگوں ہیں۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی مجموعی تعداد کوئی تین لاکھ سے زائد ہے۔ اور عالم ان کی ہر گز سے ایک کو بھی خالی نہیں رہتا۔ چنانچہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ترجمہ: اگر اچھے لوگوں کو توڑے تب تباہ ہو جائیں۔ ان کو پہلا علی علیہ السلام اور آخری ہدی علیہ السلام ہیں۔

وَيَجِبُ الْإِيمَانُ بِالْأَوْلِيَاءِ فِي الطَّرِيقَةِ كَمَا يَجِبُ
الْإِيمَانُ بِالْأَنْبِيَاءِ فِي الشَّرِيعَةِ

اولیاء کرام پر اعتقاد کی نوعیت

شریعت میں انبیاء علیہم السلام پر ایسا ایمان رکھنا واجب ہے کہ طریقت میں اولیاء کرام پر ویسا ہی ایمان رکھنا واجب ہے۔
وَيَجِبُ أَنْ نَعْتَقِدَ أَنَّ الْفِيَّامَةَ عَلَى قَوْلِ عَيْنِ الْفَيْتَةِ
وَأَمَّا قِيَّتُهُ وَكُلٌّ مِنْهَا عَلَى أَنْ بَعَثَ أَوْجُهُ صُغْرَى وَيُؤْتَى
وُضْعِيٌّ وَمُعْطَى وَفِيهَا الْعَوَابُ وَالْعَوَابُ عَلَى وَفْقِ وَفْقِ

يَحْتَمِلُ مِنْ شَأْنِ دَرْجَةِ خَيْرٍ يَزِيدُ وَمَنْ يَحْتَمِلُ مِنْ شَأْنِ
شَرِّ يَزِيدُ

وَأَمَّا الْفِيَّامَةُ الصُّغْرَى الْأَنْفُسِيَّةُ فَإِنَّ بَيْتَ النَّفْسِ
الْأَمَّا مَرَّةً بِالشَّوْرِ مَوْنًا اخْتِيَارًا ثَابِتًا ثَوْبًا مِنَ اللَّذَائِبِ
النَّوْقِيَّةِ وَالشَّهَوَاتِ الْفِيَّامَةِ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُونَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتُوا
وَنَجِيَّتُهَا بِأَنْ خِيَوَاتِ الطَّيِّبَةِ الَّتِي لَا تُوَجَدُ إِلَّا بِالْأَعْمَالِ
الصَّالِحَةِ وَالْأَخْلَاقِ الْحَسَنَةِ الْمُضِلَّةِ

وَأَمَّا الْفِيَّامَةُ الْوُسْطَى الْأَنْفُسِيَّةُ فَإِنَّ نَسْتَقِلَّ مِنَ الْكَلَامِ
الصُّغْرَى الْفِيَّامَةِ إِلَى الْمَشَاهِدِ الْفِيَّامَةِ الْفِيَّامَةِ
وَتَنْتَقِلُ فِي سِلَاقِ الذِّمَنِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ
الْبِ وَسَلَّمَ فِي بَيَانِ أَخْوَالِهِمْ أَبَدَ الْعَمَلِ فِي الدُّنْيَا وَقُلُوبُهُمْ
فِي الْآخِرَةِ بِالْأَعْمَالِ فَتُشْعَبُونَ وَبِالْأَعْمَالِ فَتُشْعَبُونَ

وَأَمَّا الْفِيَّامَةُ الْكُبْرَى الْأَنْفُسِيَّةُ وَالْأَعْمَالُ مِنْ
الْمَلَكُوتِ وَالْعُقُولِ وَالْمَقْصُورِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْأَعْمَالِ إِلَى
الْجَبَرُوتِ وَالْعُقُولِ الْأَوَّلِ الْمُنَزَّهِ عَنِ الْأَجْنَاسِ وَالْحَيَاةِ
الَّذِي لَا سَحْلَ لَهَا عَلَى طَبَقِ قَوْلِهِ تَعَالَى وَتُفْخِ فِي الْقُورِ
فَتَصْبِقُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ لَعَلَّ
تُفْخِ نَبِيٍّ أُخْرَى بِأَوَّلِهِمْ فَيَأْمُرُ بِنَظَرٍ

وَأَمَّا الْفِيَّامَةُ الْعُظْمَى الْأَنْفُسِيَّةُ فَالْفِيَّامَةُ مِنَ الْأَجْنَاسِ
الْأَعْمَالِ وَالْأَعْمَالِ الثَّابِتَةِ وَالْعِيَّاتِ بِأَسْرِهِا وَالْوُكُوفِ
إِلَى الْأَعْمَالِ وَالْأَعْمَالِ فِيهِ وَالْبَقَاءُ بِالْحَيَاةِ الْعَقِيَّةِ
فَقَدْ هَلَاكَ الْحَالُ يَأْمُرُ لَوْ أَنَّ يَدْبُو وَإِنَّا لَيَسْأَلُ عَنْ

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ فَسَمِعُوا لِأَفَاقِيَةٍ فَمَوْتُ وَأَجَدِي مِثْلَ
النَّاسِ بِالنَّمُوتِ، فَطَبَعِي إِلَى صُطْرٍ أَرِيقِي بِسُجُوبٍ فَطَاعِي كَلْبِي
بَنَ هَالٍ جُزُوعِي لَهَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ كُنْتُ
لَقَدْ قَامْتُ قِيَامَتَهُ -

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْوُطْعَى الْأَفَاقِيَةُ فَمَوْتُ عَامٍ فِي الْأَفَاقِيَةِ
أَمَّا بِالنَّمُوتِ أَوْ النُّوْبَاءِ أَوْ النُّشْرِ الْعَامِ أَوْ الْقَطْعِ الْعَظِيمِ كَمَا
ثَلَاثَ حَلٍّ ثَمَاءُ لَا وَلَيْسَ لَكُمْ لَيْسَ مِنْ الْأَخْوَابِ وَالْجُوعِ وَ

نَعْمٍ مِنْ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالْمَوَاتِ -

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْكُفْرِيَّةُ الْأَفَاقِيَةُ فَهَلَاكُ النَّاسِ
فِي أَنْفَارِ الْعَالَمِ إِلَّا غَيْرُ مَمَّةٍ لَطُوفَانِ لَوْجٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِمَا قَالَتْ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنْ الْكَافِرِينَ رَبِّ لَا تَذَرْنِي
وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْعُظْمَى الْأَفَاقِيَةُ فَيَا عَاظَةَ كَرَمَةِ الْأَمَاءِ
بُكَرَةُ الشَّرَابِ عَلَى طَبِيعَتِهِمَا الْأَصْلِيَّةِ بِرَفْقِ مَنَظَرِ
الْبُرُوجِ وَمَعْدِلِ النَّهَارِ وَلَا يَنْقُصُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مِنْ مَنَظَرِ
كُلِّ مَنْ عَلَيْهَا نَارٍ وَنَبْهِي وَجْهًا رَ تِلْكَ ذُنُوبُ الْجَلِيلِ وَالْإِكْرَامِ
وَمِنْ هَذِهِ الْقِيَامَةِ أَخْبَرَ نَاوَا قَالَ إِنَّ الشَّامَةَ الْبَيْتَ لَا
رَبِّبَ فِيهَا فَمِنْ هَذِهِ الْحَالَةِ رَبُّ الْأَرْضِ بَابُ حَدَّثِ
عَفَاءُ يَحَاطَبُ الْعَالَمِينَ وَيَقُولُ بِسْمِ الْمَلِكِ الْيَوْمَ عَلَى
رَأْسِهِ أَنْفِ الْخَبَائِرِ وَلَا يَنْقُصُ أَحَدٌ لِي جَدِيدًا يُبَيِّدُ لَفْظُ
بَدَا الْوَأَحَدُ الْقَهَّارُ -

أَيُّهَا الْوَلَدُ الْأَعْزَمُ مِنْ قُرْبَةٍ عَيْنٍ فَاعْلَمْ أَنَّ الْمَذْكَرَ
الْمَالِ وَالْمَفْكَرَ أَيْنَ أَيْنَ الْأَكْسَرُ وَطَاقَتُهُمُ أَيْنَ الْجَبَا

بَرَّةً وَطَبَعًا أَفْهَمَ قَائِنَ الْفَنِّ اِبْتِئَامًا وَحَشَمَتُهُمْ كَائِنًا
الْمَدْرَةُ وَعَشَمَتُهُمْ قَدْ تَرُبَّ عَمْرُكَ لِحَا أَمْرٍ نَبِيزًا وَقَالَ
سَيِّدُ الْمُرْجَلِينَ مَنْ بَلَغَ أَمْرُ نَبِيزًا وَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرًا عَلَى
فَيْزٍ لَا نَهْوَ مِنْ الْخَابِرِينَ -

أَلَسْهُمُ طَوْلُ عَمْرُكَ وَرَفَقَةُ بِالنَّمُوتِ وَالْإِعَانَةِ الَّذِينَ

قیامت پر اعتقاد کی تفصیل

یہ اعتقاد لکھنا واجب ہے کہ قیامت کی
جسمان اور آفاق دو قسمیں ہیں۔ ہر ایک کی آگے مغربی، وسطی، مغربی اور مشرقی
چار چار صورتیں ہیں۔

فرمان الہی درجہ: جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے (پائے) گا کہ
جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھے گا (پائے گا) کھلائیں قیامت میں
جو کونسا کا حصول بھی ہو گا۔

قیامت صغریٰ النفسیہ :- فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ترجمہ مرنے
(بے اختیار) سے پہلے مر جاؤ (اختیاری) کے بموجب بری خواہشات اور شرک
لذتوں سے سختی سے بچتے ہوئے برائیوں پر کسانے والے نفس کو مار کر قابلِ قسط
اطلاق اور اچھے اعمال کے نتیجے میں حاصل ہونے والی پاکیزہ زندگی کے تمت
نفس کو زندہ رکھنے کا نام قیامت صغریٰ النفسیہ ہے۔

قیامت وسطیٰ النفسیہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی ہوئی حالت
ترجمہ: "اے جسم دنیا میں اور دل آخرت میں ہیں۔ اجسام سے ذہنی مخلوق گئے

ہیں مگر ارواح سے عرشِ مخلوق ہیں، کی چال چلتے ہوئے عالم ملک کی ظاہری
حالات شناسی سے عالم ملکوت کی باطنی حالات شناسی کی طرف منتقل ہونے کا

نام قیامت وسطیٰ النفسیہ ہے۔

قیامت کبریٰ الغیبیہ :- عالم ملکوت اور مدبر کے سامنے موجود اللہ کے دائرہ میں محدود عقول و نفوس کی قید سے آزاد ہو کر عالم جبروت و احسان میں نیاز عقل اول اور باریک آنکھ سمندر میں غوطہ زنی کی بدولت فرمان الہی ترجمہ :- ان نفوس لوگوں کے سوا غیب میں اٹھ چاہے دوسرے تمام زمین و آسمان والے (پہلی مرتبہ) صور پھونکنے پر بیہوش ہو جائیں گے اور جب دوسری مرتبہ اسے پھونکا جائیگا تو وہ سب کھڑے (جبروت سے) دیکھ رہے ہوں گے۔
 قیامت عظمیٰ الغیبیہ :- اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی جانب لوٹنے والے ہیں اس ارشاد الہی میں مقصود ہمارے مراتب کے حصول میں احسان و ارجح ثابت ایمان اور شجاعت کے ماحول سے ہر دلی طرح نکل کر عالم لاہوت میں کھڑے ہونے اور حقیقی زندگی میں زندہ رہنے کا نام قیامت عظمیٰ الغیبیہ ہے۔

قیامت صغریٰ اُنافیہ :- فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَمَتْ مُنَاتٌ فَقَدْ نَامَتْ نِیَامَئِہٖ :- ترجمہ: مرے کے ساتھ ہی اس بیت کی قیامت قائم ہو جاتی ہے، کے مطابق جزوی عالم میں ایک تمام تر لالچ بنائے (احیاء ظاہری سے) والے سبب کے باعث غیر انتہائی طبعی موت کے ذریعہ لوگوں میں سے کسی ایک کے مرنے کا نام قیامت صغریٰ اُنافیہ ہے۔

قیامت دسطی اُنافیہ :- ارشاد الہی، ترجمہ :- ہم ہر دھڑلہ پر تمہیں خوف، بھوک، پیاس، بالوں ادا مالوں میں کمی کر کے آزماتے ہیں، کے بموجب مختلف علاقوں میں لاطون، دبا، تیل عام یا شدید قحط کے ذریعہ کالی سارے لوگوں کے مرنے کا نام قیامت دسطی اُنافیہ ہے۔

قیامت کبریٰ اُنافیہ :- طوالت روح علیہ السلام کلامی ہیں آپ نے ملکوت کی دعا مانگی تھی کہ اے پروردگار کاروں میں سے کسی کو بھی زمین پر زندہ نہ مت چھوڑ دے کسی ہر گز تباہی کے نتیجے میں (دنیا کے اکثر مصروف میں چھوٹی سی مہمت کو چھوڑ کر بانی کرام کی ملکات کا نام قیامت کبریٰ اُنافیہ ہے۔
 قیامت عظمیٰ اُنافیہ :- ارشاد الہی، رَمَتْ مُنَاتٌ فَقَدْ نَامَتْ نِیَامَئِہٖ وَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی جانب لوٹنے والے ہیں اس ارشاد الہی میں مقصود ہمارے مراتب کے حصول میں احسان و ارجح ثابت ایمان اور شجاعت کے ماحول سے ہر دلی طرح نکل کر عالم لاہوت میں کھڑے ہونے اور حقیقی زندگی میں زندہ رہنے کا نام قیامت عظمیٰ اُنافیہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں لہر اور گہری پہلے سے ہی (اس قیامت کی خبر دی ہے۔ ترجمہ: قیامت ضرور آئے والی ہے۔ اس میں کسی قسم کی شک نہیں) ایسے میں برتر و برتری والے رب اللہ ہاں تمام اہل عالم سے خطاب فرماتا ہے :-
 ”آج کی حکومت کس کی ہے؟“

پر تشدد لوگوں کی آخری پسائی کے سبب اس ذات پاک کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ پاک خود ہی اپنے آپ کو یوں جواب دے گا کہ آج کی حکومت بھر پور طاقت کے مالک بکتا اللہ کی ہے۔

آگے کی ٹھنڈک سے بڑھ کر چاہیے بیٹے بعزت حاصل کر۔ لاؤ لشکر اور دولت حکومت کہاں ہوگی؟ شاہان کسری اور ان کی طاقت کہاں گئی ہوگی؟ پر تشدد لوگ اور ان کے غرے کہاں گئے ہوں گے۔ کہاں گئے ہوں گے شاہان معرلے دہلے سمیت ۱۹ اور کہاں گئے ہوں گے سرکش لوگ اپنی مرتالی کے ساتھ۔ (بوشیلا)

جنت پر اعتقاد کی تفصیل :- اللہ تعالیٰ کے وعدہ ، قرآن کی تفصیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے مطابق اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ جنت میں نسوس، ددخت، پھل، حور، قلعے، علمان، ولدان (خدمت گزار بچے) دروں میں بہاشت پیدا کرنے والی اور آنکھوں میں بھرا جانے والی ساری نعمتیں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر نعمت دنیا کی (مشکل) نعمتوں کے مقابلے میں بہت ہی بہتر بہت ہی نفیس اور بہت ہی لذیذ ہیں لوگوں نے ان کا تذکرہ حال سنا ہے مگر اس گروہ (اولیاء) نے انہیں دیکھا بھی ہے۔ (معانات سکوتی کے ذریعہ)

وَيَجِبُ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ الْجَنَّةَ فِيهَا نِيرانٌ وَحَيَاتٌ وَعَقَابٌ وَظُلُمَاتٌ وَلَكُمُ مَرَاتٌ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ وَأَنْتُمْ فِيهَا تَصِفُونَ وَتَقُولُونَ الْعُقُوبَاتِ كَمَا وَدَّ فِي التَّنْزِيلِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَتَأْوِيلِ وَكَانَتْ الْجَنَّةُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْجَنَّةِ فِي السُّفْلِ السَّافِلِينَ رَحْمَةً الْآنَ كَأَنَّا مَوْجُودٌ فِيهَا وَهَلْ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ يُصِلَانِ إِلَيْهِمَا بِالْأَبْدَانِ الْهَكَائِيَّةِ الْهَيْئَاتِ كَمَا فِي التَّنْزِيلِ لِأَنَّ النَّوْمَ أَخِ النَّوْمِ وَنَبِّئْنَا

جہنم پر اعتقاد کی تفصیل :- اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ قرآن کی تفصیل کے ہر بہر جہنم میں آگ کے مڑولے، سانپ، پھوس، تاریکیاں، طبیعت کو قتلانے والی چیزیں اور دردناک عذاب کے ساتھ ساتھ قسم قسم کی سختیاں اور مشقتیں ہیں۔ جنت آسمانوں پر بلند لوگوں میں اور جہنم زمین کی سب سے نچلی سطحوں میں ابھی سے موجود ہیں۔ جہاں ان کے اہل لوگ خواب کی طرح اس حیثیت سے کہ نیند (عالم خواب) موت کی ہم پیر اور ہم شکل ہے۔ آگشتابی جسم کے ساتھ بچھیں گے۔

وَمَنْ اعْتَقَدَ هَذَا الْقَوْلَ صَاحِبًا إِيْمَانًا مَقَالًا
يُؤَقِّعُ فِيهَا عِنْدَ اللَّهِ فَالْكَفَيُّهَا عَلَى هَذَا الْقَوْلِ بِإِثْنِ الْوَقْتِ الْكَلْبُ الْبَنِي
الْإِيمَانِ بِاللَّهِ الْعَلِيِّ بِالْطَّرِيقِ

حقیقی فیصلہ اعتقاد میں

ان تفصیل کی مقدار پر ہر کا اعتقاد رہا۔ اس کا ایمان اللہ کے نزدیک صحیح اور حقیقت کے موافق ہی رہا ہے۔

وقت کے اختصار کے لحاظ سے تم اتنی مقدار پر اکتفا کرتے ہیں۔
اللہ ہی نیکوں کا (طلبی) اشارہ دینے والا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

جمعۃ المبارک ۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ
بمطابق ۱۳ لاہور ۱۹۹۷ء